سرگرمیاں

(۱) یومِ دفاع کے موقعے پر شہیدانِ وطن کے موضوع پر تین سے چار منٹ تک کی تقریر کریں۔

(۲) نشانِ حیدر پانے والے شُہدا کی تصاویر کا چارٹ بنائیے۔ اگر آپ نے اس سبق سے ملتا جلتا کوئی واقعہ سنا یا پڑھا ہو تو بیان کریں۔

✲ ڈراما یونانی لفظ ''ڈراؤ'' (Drao) سے مشتق ہے جس کے معنی ''عمل یا اداکاری'' یا دوسرے لفظوں میں کچھ کر کے دکھانا ہے۔ ڈراما ایک کہانی ہے جو اداکاروں کے ذریعے ناظرین کے سامنے اسٹیج پر پیش کی جاتا ہے۔ بالفاظ دیگر ڈراما ایک نقالی ہے جو حرکت اور تقریر کے وسیلے سے کی جاتی ہے۔

ہدایات برائے اساتذہ:

(۱) طلبہ کے لگائے گئے اعراب اچھی طرح سے چیک کیجیے اور غلطیوں کی اصلاح کیجیے۔

(۳) طلبہ کو ڈرامے کے بارے میں تفصیل بتائیے۔

(۳) بچّوں سے بنوائے ہوئے جملوں کی اصلاح کیجیے۔

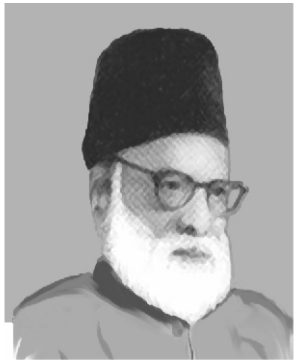

مولوی عبدالحق

ولادت: ۱۸۷۰ء　　　وفات: ۱۹۶۱ء

مولوی عبدالحق ضلع میرٹھ (ہندوستان) کے قصبے ہاپڑ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم پہلے فیروز پور اور پھر علی گڑھ میں حاصل کی۔ علی گڑھ ہی سے بی-اے کیا۔ علمی خدمات کے صلے میں الٰہ آباد یونی ورسٹی اور علی گڑھ یونی ورسٹی سے ڈی-لِٹ کی اعزازی ڈگریاں ملیں۔ آپ کچھ عرصہ حیدر آباد دکن میں بھی رہے اور تعلیم کے ساتھ اُردو کے لیے مختلف خدمات انجام دیں۔ انجمنِ ترقیِ اُردو کے سیکریٹری مقرر ہوئے۔ پھر دہلی میں بھی اسی عہدے پر فائز رہ کر کام کیا۔ تقسیمِ ہند کے بعد کراچی منتقل ہو گئے۔ یہاں آ کر انجمنِ ترقیِ اُردو کی بنیاد رکھی۔ پہلے اس کے سیکریٹری اور بعد میں صدر بنے۔ انتقال کے وقت تک صدر کے عہدے پر خدمات سرانجام دیتے رہے۔ آپ کی آخری آرام گاہ اُردو کالج کراچی میں ہے۔ مولوی صاحب کی اُردو کے لیے خدمات کے صلے میں قوم نے آپ کو ''بابائے اُردو'' کا لقب دیا۔ ''لُغت، قواعد، تحقیق، تدوین اور تبصرے'' کے حوالے سے اُن کی متعدّد کتابیں چھپ چکی ہیں۔ شخصیت نگاری پر ''چند ہم عصر'' اُن کی مشہور تصنیف ہے۔ اِسی تصنیف سے یہ خاکہ لیا گیا ہے۔

نام دیو---مالی

حاصلاتِ تعلّم : یہ سبق پڑھ کر طلبہ: (۱) مختلف اصناف نثر میں امتیاز کرسکیں۔ (۲) اشاروں کی مدد سے کہانی لکھ سکیں۔ (۳) کسی بھی موضوع پر دُرست لب ولہجے اور تلفظ سے ۳-۴ منٹ تک تقریر کرسکیں۔ (۴) خاکہ نگاری کے بارے میں جان سکیں۔

نام دیو مقبرۂ رابعہ دورانی، اورنگ آباد (حیدرآباد دکن) کے باغ میں مالی تھا۔ مقبرے کا باغ میری نگرانی میں تھا۔ میرے رہنے کا مکان بھی باغ کے احاطے ہی میں تھا۔ میں نے اپنے بنگلے کے ساتھ چمن بنانے کا کام، نام دیو کے سُپرد کیا۔ میں اندر کمرے میں کام کرتا رہتا تھا۔ میری میز کے سامنے بڑی سی کھڑکی تھی۔ اس میں سے چمن صاف نظر آتا تھا۔ لکھتے لکھتے کبھی نظر اُٹھا کر دیکھتا تو نام دیو کو اپنے کام میں مصروف پاتا۔ بعض دفعہ اس کی حرکتیں دیکھ کر بہت تعجب ہوتا۔ مثلاً: کیا دیکھتا ہوں کہ نام دیو ایک پودے کے سامنے بیٹھا، پانی ڈال کر ڈول درست کی اور ہر رُخ سے پودے کو مُڑ مُڑ کر دیکھا۔ پھر اُلٹے پاؤں پیچھے ہٹ کر اسے دیکھنے لگا۔ دیکھتا جاتا تھا اور مسکراتا اور خوش ہوتا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے حیرت بھی ہوتی اور خوشی بھی۔

اب مجھے اس سے دل چسپی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ بعض وقت اپنا کام چھوڑ کر اسے دیکھا کرتا مگر اسے کچھ خبر نہ ہوتی کہ کوئی دیکھ رہا ہے۔ وہ اپنے کام میں مگن رہتا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ وہ اپنے پودوں اور پیڑوں ہی کو اپنی اولاد سمجھتا تھا اور اولاد کی

طرح ان کی پرورش کرتا۔ ان کو سرسبز اور شاداب دیکھ کر ایسا ہی خوش ہوتا جیسے ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر خوش ہوتی ہے۔ وہ ایک ایک پودے کے پاس بیٹھتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا ان سے چُپکے چُپکے باتیں کر رہا ہے۔ جیسے جیسے وہ بڑھتے اور پُھولتے پَھلتے، اس کا دل بھی بڑھتا اور پھولتا تھا۔ ان کو توانا دیکھ کر اس کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ جاتی۔ کبھی کسی پودے میں اتفاق سے کیڑا لگ جاتا تو اسے بڑی فکر ہوتی۔ بازار سے دوائیں لاتا اور اس پودے کی ایسی سیوا کرتا جیسے کوئی ہم درد اور نیک دل ڈاکٹر اپنے عزیز بیمار کی کرتا ہے۔ ہزار جتن کرتا اور اسے بچا لیتا اور جب تک وہ تن درست نہ ہو جاتا اسے چین نہ آتا۔

باغوں میں رہتے رہتے اسے جڑی بُوٹیوں کی بھی شناخت ہو گئی تھی۔ خاص کر بچّوں کے علاج میں اسے بڑی مہارت تھی۔ وہ خود بھی صاف ستھرا رہتا تھا اور ایسا ہی اپنے چمن کو بھی رکھتا۔ کیا مجال جو کہیں گھاس پھُونس یا کنکر پتھر پڑا رہے۔ غرض سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا۔

باغ کے داروغہ (عبدالرحیم خان) خود بھی بڑے کارگزار اور مُستعِد شخص ہیں اور دوسروں سے بھی کھینچ تان کر کام لیتے ہیں۔ اکثر مالیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کرنی پڑتی ہے۔ ورنہ ذرا بھی نگرانی میں ڈِھیل ہوئی، ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے یا سائے میں جا لیٹے۔ لیکن نام دیو کو کبھی کچھ کہنے سننے کی نوبت نہ آئی۔ وہ اپنے کام میں لگا رہتا۔ نہ ستایش کی تمنا نہ صِلے کی پروا۔

ایک سال بارش بہت کم ہوئی۔ کنوؤں میں پانی برائے نام رہ گیا۔ باغ پر آفت ٹوٹ پڑی۔ بہت سے پودے اور پیڑ تلف ہو گئے۔ جو بچ رہے وہ مرجھائے ہوئے

تھے۔ لیکن نام دیو کا چمن ہرا بھرا تھا اور وہ دور دور سے ایک ایک گھڑا پانی کا سر پر اٹھا کے لاتا اور پودوں کو سینچتا۔ جب پانی کی قلّت اور بڑھی تو اس نے راتوں کو بھی پانی ڈھو ڈھو کر لانا شروع کیا۔ پانی کیا تھا، یوں سمجھیں کہ آدھا پانی اور آدھی کیچڑ ہوتی تھی لیکن یہی گدلا پانی پودوں کے حق میں آبِ حیات تھا۔

میں نے اِس بے مثل کارگزاری پر اُسے انعام دینا چاہا۔ اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ شاید اس کا کہنا ٹھیک تھا کہ اپنے بچّوں کے پالنے پوسنے میں کوئی انعام کا مُستحِق نہیں ہوتا۔

جب اعلیٰ حضرت حضور نظام کو اورنگ آباد کی خوش گوار آب و ہوا میں باغ لگانے کا خیال ہوا تو یہ کام ڈاکٹر سید سراج الحسن (نواب سراج یار جنگ بہادر) ناظم تعلیمات کو تفویض ہوا۔ ڈاکٹر صاحب کا ذوقِ باغ بانی مشہور تھا۔ مقبرۂ رابعہ دورانی اور اس کا باغ جو اپنی ترتیب و تعمیر کے اعتبار سے مغلیہ باغ کا بہترین نمونہ ہے، مُدّت سے ویران اور سُنسان پڑا تھا۔ آج ڈاکٹر صاحب کی بہ دولت سرسبز، شاداب اور آباد نظر آتا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کو آدمی پَرکھنے میں بھی کمال تھا۔ وہ نام دیو کے بڑے قدر دان تھے۔ اسے مقبرے سے شاہی باغ میں لے گئے۔ کئی کئی نگرانِ کار اور بیسیوں مالی ڈاکٹر صاحب کے شاہی باغ کو حقیقت میں شاہی باغ بنانا چاہتے تھے۔ یہاں بھی نام دیو کا وہی رنگ تھا۔ اس نے نہ فنِ باغ بانی کی کہیں تعلیم پائی تھی اور نہ ہی اس کے پاس کوئی سَنَد یا ڈپلوما تھا۔ البتہ کام کی دُھن تھی۔ کام سے سچّا لگاؤ تھا اور اسی میں اس کی جیت تھی۔ بس یہ تھا اور اس کا کام۔

ایک دن نہ معلوم کیا بات ہوئی کہ شہد کی مکھیوں کی یُورِش ہوئی۔ سب مالی بھاگ

بھاگ کر چھُپ گئے۔ نام دیو کام میں لگا رہا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ قضا اس کے سر پر کھیل رہی ہے۔ مکھیوں کا غضب ناک جھلّڑ اس غریب پر ٹوٹ پڑا۔ اتنا کاٹا کہ وہ بے دَم ہوگیا۔ اسی میں جان دے دی۔

وہ بہت سادہ مزاج، بھولا بھالا تھا۔ اس کے چہرے پر بشاشت اور لبوں پر مسکراہٹ رہتی۔ چھوٹے بڑے ہر ایک سے جُھک کر ملتا۔ غریب تھا اور تنخواہ بھی کم تھی، اس پر بھی اپنے غریب بھائیوں کی بِساط سے بڑھ کر مدد کرتا رہتا تھا۔ کام سے عشق تھا اور آخر کام کرتے کرتے ہی اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔

گرمی ہو یا جاڑا، دھوپ ہو یا سایہ، وہ دن رات برابر کام کرتا رہا۔ اسے کبھی یہ خیال نہ آیا کہ میں بہت کام کرتا ہوں یا میرا کام دوسروں سے بہتر ہے۔ اسی لیے اسے اپنے کام پر فخر یا غرور نہ تھا۔ وہ سب کو اچھا سمجھتا اور سب سے محبت کرتا تھا۔ وہ غریبوں کی مدد کرتا، وقت پر کام کرتا، آدمیوں، جانوروں، پودوں کی خدمت کرتا۔

جب کبھی مجھے نام دیو کا خیال آتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ نیکی کیا ہے اور بڑا آدمی کسے کہتے ہیں۔ ''ہر شخص میں قدرت نے کوئی نہ کوئی صلاحیت رکھی ہے۔ اس صلاحیت کو درجۂ کمال تک پہنچانے میں ساری نیکی اور بڑائی ہے۔ لیکن درجۂ کمال تک پہنچنے کی کوشش ہی میں انسان، انسان بنتا ہے۔'' حساب کے دن جب اعمال کی جانچ پڑتال ہوگی تو خدا پوچھے گا کہ میں نے جو استعداد تجھ میں ودیعت کی تھی، اسے کمال تک پہنچانے اور اس سے کام لینے میں تو نے کیا کِیا؟ اور خلقُ اللہ کو اس سے کیا فیض پہنچایا؟ اگر نیکی اور بڑائی کا یہ معیار ہے تو نام دیو نیک تھا اور بڑا بھی۔

(ماخوذ از: ''چند ہم عصر'')

مشق

سوال۱: درج ذیل سوالات کے جواب دیجیے:

(الف) نام دیو کس باغ میں مالی تھا؟

(ب) مُصنِّف کو نام دیو کی کون سی حرکتوں پر تعجّب ہوتا تھا؟

(ج) اس سبق میں نام دیو مالی کی کون کون سی خوبیاں بیان کی گئی ہیں؟

(د) پانی کی قلّت بڑھی تو نام دیو نے کیا کِیا؟

(ہ) نام دیو کو بچوں کے علاج میں کیسے مہارت حاصل ہوئی؟

سوال۲: درست جواب پر (✓) کا نشان لگائیے:

(الف) نام دیو تھا ایک:

(۱) مالی (۲) ڈرائیور (۳) چوکی دار (۴) خانساماں

(ب) ڈاکٹر صاحب کو آدمی پرکھنے میں بھی تھا:

(۱) کمال (۲) اندازہ (۳) خیال (۴) جمال

(ج) ''نام دیو نے سارے چمن کو آئینہ بنا رکھا تھا''۔ اس جملے میں آئینہ بنانے کا مطلب ہے:

(۱) خوب صورت بنا دینا (۲) رنگوں سے سجا دینا

(۳) صاف ستھرا کر دینا (۴) نرم و نازک کر دینا

(د) ماں اپنے بچوں کو دیکھ کر ہوتی ہے:

(۱) ناراض (۲) خوش (۳) افسردہ (۴) ملول

(ہ) نام دیو غریب تھا اور تنخواہ بھی تھی:

(۱) زیادہ (۲) کم

(۳) بہت زیادہ (۴) بہت کم